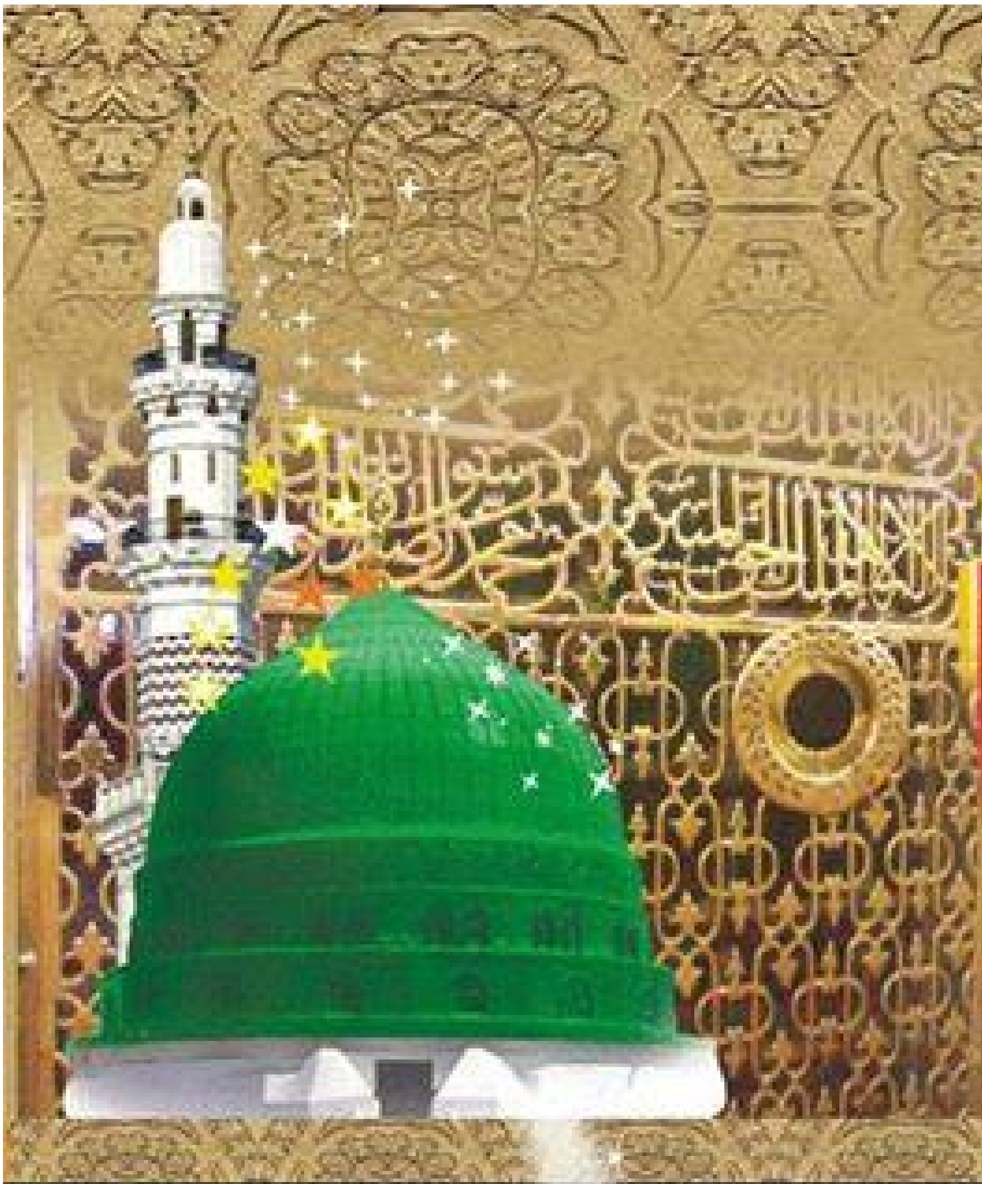
اہلسنت کا بے باک ترجمان

دینی، ادبی، علمی، تحقیقی مجلہ



ماہنامہ

فیض عالم

بہاولپور، پاکستان



محمد فیض احمد اویسی

صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی رضوی

محمد فیاض احمد اویسی

جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ، بہاولپور، پاکستان

آپ کی خصوصی توجہ اور آپ سہولت کے لئے

☆ ماہنامہ فیض عالم میں حضرت فیض ملت حضور مفسر اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کے ہزاروں غیر مطبوعہ علمی، تحقیقی مذہبی مسودہ جات قسط وار شائع ہو رہے ہیں آپ رسالہ کا مکمل مطالعہ ضرور فرمائیں۔

☆ علمی یا طباعتی اغلاط سے ادارہ کو ضرور آگاہ کریں۔

☆ سال کے بارہ شمارے مکمل ہونے پر جلد بندی ضرور کرالیں اس طرح آپ کے پاس علمی مواد محفوظ ہو کر آپ کی لائبریری کی زینت رہے گا اور ردی ہونے سے بچ جائیگا۔

☆ ہر ماہ ۱۵ تاریخ تک رسالہ نہ ملنے کی صورت میں دوبارہ طلب کریں (لیکن ڈاک چوروں اور ڈاک خوروں کے محاسبہ کے بعد)

☆ آپ کو جب چندہ ختم ہونے کی اطلاع ملے تو پہلی فرصت میں چندہ ارسال کریں وی پی طلب کرنے کی صورت میں آپکو اضافی رقم ادا کرنا پڑے گی اس لیے چندہ بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ ایم سی بی عیدگاہ برانچ بہاولپور کھاتہ نمبر 6-464 رسال کریں۔

☆ جس پتہ پر آپ کے نام رسالہ آرہا ہے اگر اس میں کوئی تبدیلی مقصود ہو تو جلد آگاہ فرمائیں۔

☆ دینی، دنیاوی، اصلاحی، عقائد، شرعی، روحانی، سائنسی ودیگر اہم معلومات کے لئے حضور مفسرِ اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہ کے رسائل کا مطالعہ فرمائیں اور اپنے حلقہ احباب کو بھی دعوت دیں خصوصاً اپنے بچوں کو مطالعہ کا عادی بنائیں مزید معلومات کے لیے ہماری ویب سائٹ بھی آپ اپنی اسکرین پر ملاحظہ کریں

(www.faizahmedowaisi.com)

☆ خط لکھتے وقت بامقصد بات لکھیں طوالت سے ہر صورت اجتناب کریں ورنہ جواب دینے میں خاصی دشواری ہوتی ہے جوابی امور کے لیے لفافہ ارسال کرنا نہ بھولیں شرعی، فقہی، سوالات براہ راست دارالافتاء جامعہ اویسیہ کے نام بھیجا کریں۔ (مدیر)

حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کی دینی خدمات پر ایم فل کر رہے ہیں

محترم محمد شہزاد احمد صاحب اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کی تصنیفی، دینی، خدمات پر ایم فل کر رہے ہیں ان کا سارا مقالہ انگلش میں ہوگا۔ جن احباب کو حضور فیض ملت کے حوالے سے کوئی علمی، یادگار واقعہ یاد ہو تو رابطہ کریں۔

محمد شہزاد 03007809412

کلام حضور مفتیِ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کچھ ایسا کردے میرے پروردگار آنکھوں میں
ہمیشہ نقش رہے روئے یار آنکھوں میں
وہ نور دے میرے پروردگار آنکھوں میں
کہ جلوہ گر رہے رُخ کی بہار آنکھوں میں
بصر کے ساتھ بصیرت بھی خوب روشن ہو
لگاؤں خاکِ قدم بار بار آنکھوں میں
نظر میں کیسے سمائیں گے پھول جنت کے
کہ بس چکے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں
اُنہیں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں
کہ دیکھنے کی ہے ساری بہار آنکھوں میں
یہ دل تڑپ کے کہیں آنکھوں میں نہ آجائے
کہ پھر رہا ہے کسی کا مزار آنکھوں میں
عجب نہیں کہ لکھا لوح کا نظر آئے
جو نقشِ پا کا لگاؤں غبار آنکھوں میں
فرشتوں پوچھتے ہو مجھ سے کس کی اُمت ہو
لو دیکھ لو یہ ہے تصویر یار آنکھوں میں
پیا ہے جامِ محبت جو آپ نے نوریؔ
ہمیشہ اس کا رہے گا خمار آنکھوں میں

اگر آپ نے ابھی تک نئے سال کا چندہ نہیں بھیجا تو جلد ارسال کریں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ کا رسالہ ماہنامہ "فیض عالم" اپنی اشاعت کے ۲۶ سال پورے کرنے کو ہے آپ کے نام ایک عرصہ سے رسالہ ہر ماہ باقاعدگی سے حاضر ہوتا ہے اس کمر توڑ مہنگائی نے جہاں غریب ومتوسط طبقہ کا جینا محال کر دیا ہے۔ وہاں آپ کے اس رسالہ کی اشاعت کو بھی شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ دردمندانہ اپیل ہے کہ اپنے اس رسالہ کی اشاعت کو جاری رکھنے کے لیے اپنا چندہ وسابقہ بقایاجات پہلی فرصت میں ارسال فرمائیں۔ کیا رسالہ آپ تک پہنچتا ہے؟ جواب دینا آپ کے شان کے لائق ہے ضرور شفقت فرمائیں۔ والسلام محمد فیاض احمد اویسی مدیر ماہنامہ "فیض عالم" بہاولپور

سانحۂ پشاور پر دہشت گردوں اور ان کے حامیوں کے نام مذمتی پیغام

ان لعینوں کی علی ایسے مذمت کی جائے
بوٹیاں نوچ کے کتوں کی ضیافت کی جائے

کاٹ کر ہاتھ بھریں آنکھ میں سیسہ ان کی
اِن پہ جاری کوئی اِن کی ہی شریعت کی جائے

اِن کے قبضوں سے مساجد کو چھڑا کر لوگو
عشق والوں کے سپرد اُن کی امانت کی جائے

ماؤں بہنوں کے کلیجے نہیں پھٹتے دیکھے؟؟؟؟
تم جو کہتے ہو کہ ہاں ان سے رعایت کی جائے؟؟؟؟

ڈر لیا اِن سے جو ڈرنا تھا بس اب اور نہیں
وقت آیا ہے کہ ختم اِن کی امارت کی جائے

جو اِنھیں مار کے آئے اُسے اپنا سمجھیں
جو اِنھیں ختم کرے اُس کی حمایت کی جائے

دین کو ننگ بنا ڈالا ہے بدبختوں نے
ان کے افعال سے جی بھر کے کراہت کی جائے

ہم نے تقدیس اِنھیں دی یہ مقدس ٹھہرے
دور اب اِن کی غلط فہمی حرمت کی جائے

جو یہ کہتا ہو کہ بدعت ہے محبت کرنا
اُس عقیدے کے ہر اک شخص پہ شدت کی جائے

کل بھی کہتا تھا یہی آج بھی کہتا ہوں کہ ہاں
صرف انسان سے انساں محبت کی جائے

نام ظالم کا نہ لے اور مذمت بھی کرے؟؟
اُس منافق کی ہر اک سانس پہ لعنت کی جائے

آنکھیں ٹھنڈی ہوتی رہیں

جشنِ میلاد پر بہاولپور کے حوالے سے قومی ومقامی اخبارات نے خبریں شائع کیں اس کی ایک جھلک ملاحظہ کریں

بہاولپو(نامہ نگار رخصوصی رپورٹ) ماہِ نور رحمتوں و برکتوں سے بھرپور ربیع الاول کا مبارک ہلال نظر آتے ہی بہاولپور میں بہار کا سما ہو گیا۔

میلادِ مصطفیٰ کمیٹی سیرانی مسجد کے عہدیدران واراکین کی جانب سے شہر کے مختلف چوکوں میلاد چوک، تاجدارِ ختمِ نبوت (فوارہ) چوک، سرائیکی چوک، فرید گیٹ، یونیوسٹی چوک، لاری اڈہ چوک پر گنبد خصراء شریف سے سجی بڑی اسکرینیں عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی کرتی رہی۔ زندہ دلانِ بہاولپور کی طرف سے شہر بھر میں آمد مصطفیٰ مرحبا مرحبا عالم اسلام کو جشن عید میلاد النبی مبارک، یارسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیرے دیوانے تجھے سلام کہتے ہیں جیسے عقیدتوں بھرے اشعار والے بینرز شہر میں خوبصورتی پیدا کئے ہوئے تھے۔ دوسری طرف راتوں کے اندھیرے میں منکرینِ میلاد نے بینرز راسکرنیں اتارنے کی مہم تیز کردی۔ میلاد مصطفیٰ کمیٹی کے عہدیداران کا ایک وفد ضلعی انتظامیہ سے ملا صورتِ حال واضح کی کہ بینرز راسکرینیں اتارنے والوں کے خلاف کاروائی کی جائے اور اہل وطن پر واضح ہوا کہ

"سوائے ابلیس کے اس جہاں میں سب ہی تو خوشیاں منا رہے ہیں"

(نمائندہ میلاد مصطفیٰ کمیٹی بہاولپور)

دعائے مغفرت کی اپیل ہے

☆ شیخ الحدیث علامہ پیر ہادی بخش صدیقی نقشبندی (حب چوکی بلوچستان) کے جواں سال صاحبزادے حضرت مولانا محمد بہاؤ الدین صدیقی نقشبندی فوت ہوئے۔

☆ محترم غلام مصطفیٰ اویسی (موچھ میانوالی) کے محترم ومکرم والد گرامی کا انتقال ہوا۔ حاجی محمد سلیم نزد سیرانی مسجد بہاولپور کا انتقال ہوا۔ حافظ الٰہی بخش صاحب شاہدہ بہاولپور فوت ہوئے۔

☆ محترم مہر محمد اشرف صاحب (النور گارڈن لودھراں ربہاولپور) کے محترم ومکرم والد گرامی فوت ہوئے۔

☆ جامعہ اویسیہ بہاولپور کے فاضل ومکرم حضرت علامہ محمد بخش ملک معلم گورنمنٹ ایس ڈی ہائی سکول بہاولپور طویل علالت کے بعد فوت ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں مرحومین کے لیے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی اور قارئین کرام سے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

فضلات رسول پاک ہیں

حضور فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان شیخ القرآن علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کی کتاب ’’فضلات رسول پاک‘‘ ہیں سے اکتساب، یہ کتاب کئی اشاعتی اداروں نے شائع کی اس کو ۱۹۸۹ء میں ماہنامہ ’’فیض عالم‘‘ میں قسطوار شائع کیا گیا تھا۔ (ادارہ)

(حضور فیض ملت لکھتے ہیں) ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رات کو بیدار ہوئے ایک مخصوص برتن میں پیشاب فرمایا آپ کی ایک خادمہ جن کا نام اُم ایمن یا برکہ ہے وہ فرماتی ہیں کہ مجھے پیاس لگی تو میں نے پانی سمجھ کر وہ پی لیا، صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا تو میں نے عرض کیا وہ میں نے پی لیا آپ نے فرمایا کہ تجھے کبھی پیٹ کی بیماری نہ ہوگی۔

محدثین کرام ملا علی قاری، علامہ شہاب الدین خفاجی نے فرمایا کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور اسی لئے دار قطنی محدث نے امام بخاری اور امام مسلم پر الزام عائد کیا کہ جب یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے موافق صحیح تھی تو انہوں نے اس کو اپنی صحیحین میں کیوں درج نہ کیا اگر چہ یہ الزام صحیح نہیں اس لئے کہ شیخین نے کبھی اس بات کا التزام نہیں کیا کہ جو حدیث ہماری مقرر کی ہوئی شرط پر صحیح ہوگی ہم ضرور اس کو اپنی صحیحین میں لائیں گے لیکن دار قطنی کے اس الزام سے یہ بات ضرور ثابت ہوگئی کہ یہ حدیث علی شرط الشیخین صحیح ہے۔

(نسیم الریاض ،الباب الثانی فی تکمیل اللّٰہ تعالیٰ له المحاسن خلقا و خلقا،فصل فی نظافة جسمه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آله وسلم، الجزء الثانی،الصفحة۳، دار الکتب العلمیة بیروت)

(شرح شفاء ملا علی قاری،الباب الثانی فی تکمیل اللّٰہ تعالیٰ له المحاسن خلقا و خلقا،فصل فی نظافة جسمه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه و آله وسلم، الجزء الاول، الصفحة۱۶۴ ،دار الکتب العلمیة بیروت)

اس حدیث سے اور اسی مضمون کی دیگر احادیثِ صحیحہ سے جلیل القدر ائمہ دین اور اعلام اُمت محدثین کرام اور فقہاء نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بول مبارک بلکہ جمیع فضلاتِ شریفہ کی طہارت کا قول کیا جیسا کہ حضور فیض ملت مفسر اعظم نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی تصانیف ’’فضلات رسول پاک ہیں‘‘ اور ’’خوشبو رسول‘‘ میں نقل فرمائی ہیں بلکہ بعض روایات حضراتِ

محدثین وشارحین کرام نے اس مضمون میں وارد فرمائی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بول وبراز مبارک مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار تھا چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح شفاء میں حسب ذیل روایت نقل فرماتے ہیں

وروی أن رجلا قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم أبعد فی المذھب فلما خرج نظرت فلم أر شیئا ورأیت فی ذلک الموضع ثلاثۃ أحجار اللاتی استنجی بھن فأخذتھن فاذا بھن یفوح منھن روائح المسک فکنت اذا جئت یوم الجمعۃ المسجد أخذتھن فی کمی فتغلب رائحتھن روائح من تطیب وتعطر

(شرح شفاء ملا علی قاری،الباب الثانی فی تکمیل اللہ تعالیٰ لہ المحاسن خلقا وخلقا،فصل فی نظافۃ جسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، الجزء الاول، الصفحۃ ۱۶۲ ،دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(صحابہ کرام میں سے)ایک مرد سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ضرورت رفع فرمانے کے لئے بہت دُور تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو میں نے اس جگہ نظر کی کچھ نہ پایا البتہ تین ڈھیلے پڑے تھے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے استنجا فرمایا تھا میں نے انہیں اُٹھالیا ان ڈھیلوں سے مشک کی خوشبوئیں مہک رہی تھیں، جمعہ کے دن جب مسجد میں آتا تو وہ ڈھیلے آستین میں ڈال کر لاتا ان کی خوشبو ایسی مہکتی کہ وہ تمام عطر اور خوشبو لگانے والوں کی خوشبو پر غالب آجاتی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری، فتح الباری شرح بخاری میں طہارتِ فضلاتِ شریفہ کا مضمون یوں فرماتے ہیں

وقد تکاثرت الادلۃ علی طھارۃ فضلاتہ وعد الأئمۃ ذلک فی خصائصہ فلا یلتفت الی ماوقع فی کتب کثیر من الشافعیۃ مما یخالف ذلک فقد استقر الأمر بین ائمتھم علی القول بالطھارۃ.

(فتح الباری بشرح صحیح البخاری،قولہ باب الماء،الجزء الاول، الصفحۃ ۲۳۷ ،بالمطبعۃ الکبری المیریۃ ببولاق مصر الحمیۃ)

بے شک بڑی کثرت سے دلائل قائم ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضلاتِ شریفہ کے طاہر ہونے پر اور ائمہ نے اس کو آپ کے خصائص سے شمار کیا ہے لہٰذا اکثر شافعیہ کی کتابوں میں جو اس کے خلاف واقع ہوا ہے قطعاً قابلِ التفات نہیں اس لئے کہ ان کے ائمہ کے درمیان پختہ اور مضبوط قول طہارتِ فضلات ہی کا ہے۔

اسی طرح علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضلات

شریفہ کی طہارۃ کا قول کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

بے شک بہت سی احادیث اس بارے میں وارد ہوئیں کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خون مبارک پیا ان میں حضرت ابوطیبہ رضی اللہ عنہ حجام ہیں اور ایک قریشی لڑکا ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پچھنے لگائے تھے اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خون اقدس پیا، روایت کیا ہے اسے بزار نے اور طبرانی نے اور حاکم نے اور بیہقی نے اور ابو نعیم نے حلیہ میں اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی مروی ہے انہوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خونِ اقدس پیا، نیز مروی ہے کہ حضرت اُم ایمن نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بول مبارک پیا اس حدیث کو حاکم نے دار قطنی نے اور ابو نعیم نے روایت کیا اور طبرانی نے اوسط میں ابو رافع کی عورت سلمیٰ کی روایت میں اخراج کیا کہ سلمیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غسل میں استعمال کیا ہوا پانی پیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس پانی کی وجہ سے تجھ کو دوزخ پر حرام فرما دیا بعض کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احکامِ تکلیفیہ میں دیگر مکلفین کی طرح ہیں سوائے اس چیز کے جو دلیل سے خاص ہو، میں کہتا ہوں کہ اس قول سے تو لازم آتا ہے کہ (معاذ اللہ) عام لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مساوی ہو جائیں اور ایسی بات سوائے جاہل غبی کے اور کوئی نہیں کہہ سکتا، بھلا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرتبہ کو لوگوں کے مرتبہ سے کیا نسبت اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ دلیل خصوص ہمیشہ نقل ہی سے ہو حقیقت یہ ہے کہ ان چیزوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنے غیروں سے ممتاز ہونا ایسی بات ہے جس میں عقل کو بھی دخل ہے اور میرا اعتقاد تو یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر غیر کا قیاس نہیں کیا جا سکتا، اور اگر کوئی شخص اس کے خلاف کچھ کہتا ہے تو میرے کان اس کے سننے سے بہرے ہیں۔

منکرینِ شانِ رسالت وہابیہ ذرا اس نورانی بیان کو پڑھیں اور اپنی بدعقیدگی کا علاج کریں

ولکن وھابیۃ قوم لایعقلون

اسی طرح امام قسطلانی شارح صحیح بخاری مواہب اللدنیہ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام فضلاتِ شریفہ کی پاکیزگی اور طہارت کا حسبِ ذیل عبارت میں نورانی بیان فرماتے ہیں

وروی انه کان یتبرک ببوله ودمه صلی اللّٰه علیه و آلہٖ وسلم

(المواھب اللدنیة بالمنح المحمدیة، المقصد الثالث، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته صلی اللّٰه علیه وسلم وشرفه وکرمه، الجزء الثانی، الصفحة ۳۱۶، المکتب الاسلامی بیروت)

مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بول مبارک (پیشاب) اور خون مبارک سے برکت حاصل کی جاتی تھی۔

آگے چل کر فرماتے ہیں

وفی کتاب الجوهر المکنون فی ذکر القبائل والبطون :أنه لما شرب، أی عبد الله ابن الزبیر، دمه تضوع فمه مسکا، وبقیت رائحته موجودة فی فمه الی أن صلب رضی الله تعالیٰ عنه۔

(المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة،المقصد الثالث، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته صلی اللّٰه علیه وسلم وشرفه وکرمه، الجزء الثانی،الصفحة۷ ۳۱، المکتب الاسلامی بیروت)

کتاب جوہر مکنون فی ذکر القبائل والبطون میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب حضور کا خونِ مبارک پیا تو ان کے منہ سے مشک کی خوشبو مہکی اور وہ خوشبو ان کے منہ میں انہیں سولی دیئے جانے تک باقی رہی۔

آگے چل کر اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں

قال النووی فی شرح المهذب واستدل من قال بطهارتهما بالحدیثین المعروفین أن أبا طیبة الحجام حجمه صلی اللّٰه علیه وآلہٖ وسلم وشرب دمه ولم ینکر علیه، وأن امراة شربت بوله صلی اللّٰه علیه وآله وسلم فلم ینکر علیها، وحدیث أبی طیبة ضعیف، وحدیث شرب البول صحیح رواه الدارقطنی وقال هو حدیث حسن صحیح وذلک کاف فی الاحتجاج لکل الفضلات قیاسا، ثم ان القاضی حسینا قال الأصح القطع بطهارة الجمیع انتهیٰ

(المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة،المقصد الثالث، الفصل الاول فی کمال خلقته وجمال صورته صلی اللّٰه علیه وسلم وشرفه وکرمه، الجزء الثانی،الصفحة۸ ۳۱، المکتب الاسلامی بیروت)

علامہ نووی نے شرح مہذب میں فرمایا اور استدلال کیا ان لوگوں نے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حدیثین معروفین یعنی بول وبراز (پیشاب پاخانہ) کی پاکی اور طہارت کے قائل ہیں اس حدیث سے کہ حضرت ابوطیبہ حجام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پچھنے لگائے اور آپ کا (پچھنوں سے نکلا ہوا) خون پی گئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان پر انکار نہ فرمایا نیز ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بول مبارک (پیشاب مبارک) پی لیا اور اس پر بھی آپ نے انکار نہ فرمایا، ابوطیبہ والی حدیث ضعیف ہے اور بول مبارک پینے کی حدیث صحیح ہے، اسے دار قطنی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح

ہے، اور یہ حدیثیں ایک کا دوسرے پر قیاس کر کے تمام فضلات شریفہ کی طہارۃ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں، اس کے بعد علامہ نووی نے فرمایا کہ قاضی حسین کا قول اس مسئلہ میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام فضلات شریفہ کو قطعاً طیب وطاہر مانا جائے۔

اسی طرح نسیم الریاض، زرقانی شرح مواہب،، مدارج النبوۃ وغیرہ معتبر کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضلات شریفہ کی طہارۃ منصوص ومرقوم ہے، علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مسئلہ کو شامی میں یوں لکھا اور صحیح قرار دیا بعض ائمہ شافعیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیشاب مبارک اور باقی تمام فضلات شریفہ کی طہارت اور پاکیزگی کو اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جیسا کہ مواہب میں عینی شرح بخاری سے نقل کیا ہے اور اس کی تصریح علامہ بیری نے شرح اشباہ میں فرمائی اور حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بول مبارک اور تمام فضلات شریفہ کی پاکی اور طہارۃ پر قوی دلیلیں قائم ہیں اور ائمہ نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خصائص کریمہ میں شمار کیا ہے اور بعض علماء نے ملا علی قاری کی شرح مشکوٰۃ سے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے اکثر اصحاب حنفیہ کا اس مسئلہ میں پسندیدہ قول یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جمیع فضلات شریفہ طیب وطاہر اور پاک ہیں اور ملا علی قاری نے اپنی شرح علی الشمائل ’’باب ما جاء فی تعطرہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم‘‘ میں طہارت فضلات شریفہ کو ثابت کرنے کے لئے پوری تحقیق کے ساتھ طویل کلام فرمایا ہے۔

طہارتِ فضلات شریفہ کے ثبوت میں جلیل القدر علماء محدثین کی اتنی بے شمار عبارتیں ہیں کہ اگر ان تمام کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو جائے، ان تمام دلائل کے بعد اتمام حجت کے لئے دیوبندیہ کے صرف دو مقتداؤں کی دو مختصر عبارتیں نقل کرتے ہیں۔

ملاحظہ کیجئے مولوی انور علی شاہ کشمیری نے اپنی کتاب ’’فیض الباری شرح بخاری‘‘ میں لکھا جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

امام بخاری نے باب ’’استعمال فضل وضوء الناس‘‘ منعقد کر کے ماءِ مستعمل کی طہارت کا قول فرمایا اس قول کے ثبوت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماءِ مستعمل کی طہارۃ سے استدلال کیا مگر یہ استدلال میرے نزدیک محلِ نظر ہے، اگرچہ فی نفسہٖ مسئلہ درست ہے، استدلال کے صحیح نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ علماءِ اُمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضلات شریفہ کی طہارت کی طرف گئے ہیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضلات پاک ہیں تو وضو سے بچا ہوا پانی کیوں پاک نہ ہوگا؟ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماءِ مستعمل کے پاک ہونے سے مطلقاً ہر ایک کے مستعمل پر حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ الخ

(فيض البارى على صحيح البخارى، كتاب الوضوء،باب استعمال فضل وضوء الناس، حديث ۱۸۸ ،الجزء الاول، الصفحة۳۸۷، دار الكتب العلمية بيروت)

دیکھئے! دیوبند کے مولوی انور شاہ کشمیری نے طہارت فضلات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علماء اُمت کا مذہب بتایا۔

اس کے بعد نشر الطیب میں دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کیا فرمار ہے ہیں

اور مروی ہے کہ آپ جب بیت الخلاء میں جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز کو نگل جاتی اور اس جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی طرح روایت کیا ہے اور اسی لئے علماء آپ کے بول و براز کے طاہر ہونے کے قائل ہوئے ہیں۔ابوبکر بن سابق مالکی اور ابونصر نے ان کو نقل کیا ہے اور مالک بن سنان یوم اُحد میں آپ کا خون (زخم کا) چوس کر پی گئے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی لیا تھا اور آپ کی خادمہ اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کا بول پی لیا تھا سو ان کو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے۔

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، شیم الطیب ترجمہ شیم الحبیب ،وصل چہارم آپ کے طیب ومطیب ہونے میں، صفحہ ۱۴۶،مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور)

تھانوی صاحب نے احادیث سے ثابت کیا ہے کہ جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بول و براز فرمادیا وہاں نہایت پاکیزہ خوشبو آتی تھی اور تھانوی صاحب ہی فرمار ہے ہیں کہ اُم ایمن نے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بول مبارک پیا تو انہیں ایسا محسوس ہوا کہ جیسے شیریں نفیس پانی ہوتا ہے۔

ایمان سے کہئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضلات شریفہ کے یہ پاکیزہ اوصاف مادی کثافتیں ہیں یا نورانی لطافتیں۔

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلوس اور دیگر مذہبی تقریبات میں باوضو سر پر عمامہ شریف یا ٹوپی پہن کر ذکر اللہ اور درود شریف کا ورد کرتے ہوئے شریک ہوں۔

صاحب دلائل الخیرات شریف ابوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی علیہ الرحمہ

دلائل الخیرات درود شریف کی وہ بابرکت کتاب ہے جو جملہ سلاسل کے صالحین کے اوراد میں شامل ہے قربِ حضوری حاصل کرنے کے لیے اس کی تلاوت آزمودہ وظیفہ ہے۔ فقیر گذشتہ کئی سالوں سے اپنے حضور قبلہ وکعبہ سیدی وسندی والدگرامی حضرت فیض ملت مفسر اعظم پاکستان محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کے ہمراہ اور اب ان کے وصال کے بعد بھی حرمین طیبین کی حاضری سے نوازا جاتا رہا ہے اللہ کرے یہ سعادت زندگی بھر نصیب رہے اور در حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہ قصہ تمام ہو (ایں دعا من وجملہ جہاں آمین باد) مواجہہ شریف کے سامنے کئی عشاق دلائل الخیرات شریف لئے مصروف تلاوت ہوکر بارگاہ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی حاضری پیش کئے ہوتے ہیں صاحب دلائل الخیرات شریف کے مصنف کا تعارف قارئین کرام کے ذوق کے لیے اپنے قبلہ والدگرامی علیہ الرحمہ کی تصنیف ''شرح دلائل الخیرات شریف'' سے لیا ہے۔

(الفقیر القادری محمد فیاض احمداویسی)

دلائل الخیرات شریف کے عظیم مصنف کا اسم گرامی الشیخ الامام العارف الکامل قطب الاقطاب فرید العصر ابوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی السملالی ہے۔ آپ حسنی سادات سے تھے اور اکیس واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا امام حسن بن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاملتا ہے آپ کے والد قبیلہ جزولہ اور سہلالہ کے امیر لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے جن کی سکونت ضلع سوس اقصیٰ ملک بربر افریقہ تھی۔ آپ نے مدینہ فاس میں علم حاصل کیا اور جامعہ قرونتین کے کتب خانہ میں سالہا سال عزت گزینی اور مطالعہ کے بعد آپ نے دلائل الخیرات کو مرتب کیا پھر آپ فاس سے ساحلی علاقہ کی طرف تشریف لائے اور وہاں کے عارف کامل شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی۔ پھر ریاضت وعبادت کے لئے آپ چودہ سال خلوت گزین رہے۔ اس طویل خلوت میں مدارجِ سلوک طے کرنے کے بعد دین کی تبلیغ اور نشرواشاعت کے لئے آپ نے جلوت اختیار کی بے شمار لوگ آپ کے دستِ حق پر تائب ہوئے اور آپ کا چرچا اکناف عالم میں پہنچ گیا اور آپ سے بے شمار کرامات اور عظیم خوارق رونما ہوئے۔ آپ کے اوصاف وکمالات میں غوروفکر کرنے سے عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے آپ کتاب وسنت کے سختی سے پابند تھے اور ہمہ وقت اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ آسفی شہر کے والی نے آپ کو وہاں سے نکال دیا۔ آپ نے موضع آفرغال جو مطرازہ کے علاقوں میں ایک مشہور بستی ہے وہاں آکر اقامت اختیار کی اور اپنے مریدین کی تربیت میں مشغول رہنے لگے۔ آپ کی برکت سے ان کے دل نورِ الٰہی سے جگمگانے لگے اور اسرار و معارف تصوف ان پر آشکار ہونے لگے۔ آپ ہی کی برکت سے تمام بلادِ مغرب

میں لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کا شوق بے پایاں پیدا ہوا آپ کی شہرت ملک کے کونے کونے میں پہنچی اور آپ کے معتقدین بستی بستی میں پائے جانے لگے آپ کی برکت سے ملک کو حیات نوارزانی ہوئی اور طریقہ تصوف جو اس علاقہ میں مٹ چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ آپ کے خلفاء میں ایسے ایسے کامل بزرگ تھے جنہوں نے اس سلسلہ کے فیض کو دور دراز علاقوں تک پہنچایا ان میں سے ایک بزرگ ابو عبد اللہ محمد الصغیر السہلی دوسرے الشیخ محمد عبدالکریم المنز اری بہت مشہور ہیں آپ کی اور آپ کے مخلص تلامذہ کی کوششوں سے معرفت الٰہی کا نور عام ہوا اور دلوں کی دنیا اس کے انوار سے جگمگانے لگی۔ بارہ ہزار چھ سو پینسٹھ (۱۲۶۶۵) آپ کے وہ کامل مرید تھے جو مقامِ ولایت پر فائز ہوئے۔ زہر خورانی سے آپ کا وصال صبح کی نماز کی پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ میں یا دوسری رکعت کے پہلے سجدہ میں ہوا۔

تاریخ وصال

۱۶ ربیع الاول شریف ۸۷۰ھ ہے۔ آپ کو آپ کی مسجد کے صحن میں نماز ظہر کے بعد دفن کیا گیا آپ کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔

کفن میلا نہیں ہوتا

آپ کے وصال کے ستتر (۷۷) سال بعد آپ کے جسم مبارک کو سوس سے مراکش منتقل کیا گیا اور ریاض العروس کے مقبرہ میں آپ کو دفن کیا گیا اور آپ کی مرقد پر روضہ تعمیر ہوا۔ جب آپ کو آپ کی قبر سے نکالا گیا تو آپ کا جسم بالکل تر و تازہ تھا جیسے آج ہی دفن کیا گیا ہو۔ زمین نے آپ پر کوئی اثر نہ کیا تھا اور اتنی طویل مدت کے بعد آپ کے جسم پر کوئی تغیر ظہور پذیر نہیں ہوا۔ آپ کی داڑھی مبارک اور سر مبارک کے بال ایسے تھے جیسے آج ہی کسی حجام نے حجامت بنائی ہو۔ بعض لوگوں نے آپ کے چہرے پر انگلی رکھ کر دبائی خون وہاں سے ہٹ گیا اور جب انگلی اٹھائی تو خون اپنی جگہ پر لوٹ آیا جس طرح زندہ آدمی کے ساتھ ہوا کرتا ہے آپ کا مزار پر انوار مراکش میں ہے جس پر بڑا رعب وجلال کا سماں طاری ہے۔ لوگ زیارت کے لئے جوق در جوق حاضر ہوتے ہیں اور دلائل الخیرات بکثرت پڑھی جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان الجزولی السملالی کے بکثرت درود پڑھنے سے آپ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آتی ہے آپ کا تعلق سلسلہ شاذلیہ سے ہے۔ دلائل الخیرات کے علاوہ تصوف میں آپ کی بہت سی تصنیفات ہیں۔

ختم گیارویں شریف قرآن وحدیث کی روشنی میں (سوالات وجوابات)

افاضات: حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ

دورِ حاضر میں اہلِ حق و اہلِ محبت کے ہر اچھے کام پر اعتراض کرنا منکرینِ شانِ محبوبانِ خدا کا مشغلہ بن گیا ہے۔ آپ کا رسالہ ''فیضِ عالم'' بہاولپور جب آپ کے پاس پہنچے گا تو آقا کریم روف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر ماہ مقدس ربیع الاول شریف میں اہلِ اسلام جشن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انتہائی عقیدت واحترام سے منا کر غلامی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت دے رہے ہونگے اور منکرین محافلِ میلاد پر طرح طرح کے بے جا اعتراض کر کے اتحادِ امت کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ الحمد للہ علماءِ حق اہلسنت ان کے بے تکے اعتراضات کے مدلل و محقق جوابات دیتے ہیں اسی طرح آنے والے ماہ ربیع الآخر میں حضور شہنشاہ بغداد پیر پیراں میر میراں سلطان الاولیاء حضرت الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہٗ کی گیارہویں شریف جہاں اہل اسلام عقیدت واحترام سے مناتے ہیں تو وہاں منکرین شان اولیاء کرام ختم گیارویں شریف پر اعتراضات کر کے نہ صرف اپنے وقت کا ضیاع کرتے ہیں بلکہ (فرمان خداوندی بحوالہ حدیث قدسی) ''مَنْ عَادٰی لِی وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ'' (جس نے میرے ولی سے دشمنی رکھی اس کے لیے میرا اعلان جنگ) کے مرتکب ہوتے ہیں۔ زیر مضمون ''ختم گیارویں شریف پر اعتراضات کے جوابات'' حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ الحاج محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ کا ہے اس کا آپ خود مطالعہ کریں اور احباب کو بھی پڑھائیں۔ (ادارہ)

''قدم گردنِ اولیاء پر ہے تیرا''

قطب الاقطاب حضور غوث الاعظم الشیخ عبد القادر جیلانی ﷺ اسلام کے وہ جلیل القدر عظیم المرتبت ولی کامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے قطبیت کبریٰ سے نوازا آپکا فرمان ہے۔

''قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کُلِّ ولیِّ اللہ'' میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

روایت ہے کہ اس فرمان کو سنتے ہی خواجہ خواجگان سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اس وقت خراسان کے علاقہ میں محوِ عبادت تھے۔ آپ نے وہیں اپنا سر مبارک جھکا دیا اور بڑے ادب کے ساتھ عرض کیا حضور والا گردن پر کیا بلکہ میرے سر پر آپ کا مبارک قدم ہے۔ (سیرۃ غوث الثقلین، صفحہ ۸۴، قادری کتب خانہ سیالکوٹ)

شیخ المشائخ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے جب اس ارشادِ غوثیہ کے بارے میں استفسار کیا گیا تو فرمایا

''علٰی عینی او علٰی بصیرتی'' آپکا قدم مبارک میری آنکھ اور بصیرت پر بھی ہے۔

(تفریح الخاطر، المنقبة العاشرة فی استفاضة شاہ النقشبندی من الغوث الاعظم فی الرؤیا رضی اللہ تعالٰی عنهما، الصفحة ۲۵، مطبوعه مصر)

اس سے ثابت ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا قدم بر گردن اولیاء نہ صرف اپنے زمانہ کے اولیاء کرام کے لیے ہے بلکہ تا قیامت آنے والے اولیاء کے لیے ہے۔ یہ ایک مسلم مسئلہ ہے کہ تمام سلاسلِ روحانیہ کے اولیاء کو حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے توسل سے فیض ملتا ہے آپ کے فیضان کا سلسلہ دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہا ہے۔

اس کی مزید تفصیلات جاننے کے لیے ''تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر'' (مطبوعہ مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور) کا مطالعہ کریں۔ اس ابتدائی بات کے بعد اصل گیارویں شریف کے بارے کچھ عرض کرنا ہے اور منکرینِ شانِ محبوبانِ خدا کی طرف سے گیارہویں شریف کے متعلق اٹھائے گئے اعتراضات مع جوابات پیش کرنے ہیں جو وہ اپنی تقاریر اور کتابوں میں کرتے رہتے ہیں۔

گیارہویں شریف کا کیا ثبوت ہے؟ اس کا آغاز کب سے ہوا مع حوالہ جواب دیں۔

جواب۔ یہ وہابیہ کا بڑا اہم اعتراض ہے جو سادہ لوح لوگوں سے کر کے انہیں گمراہ کرنے کوشش کرتے ہیں اس کا جواب خوب یاد کریں کہ جملہ سلاسلِ تصوف کے مسلمان ہر ماہ چاند کی گیارہ یا کسی بھی تاریخ کو سیدنا غوث الاعظم جیلانی قطب ربانی شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے اور آپ کی روح پر فتوح کو ایصالِ ثواب ختم قرآن پاک، اوراد وظائف صدقہ وخیرات کرتے ہیں بعض مقامات پر تقریب کا اہتمام ہوتا ہے اس میں تلاوت ونعت شریف بیانات کے بعد درود وسلام اور لنگر شریف کا انتظام بھی ہوتا ہے اس کا نام ختم گیارہویں شریف اس لیے مشہور ہو گیا کہ بادشاہان اسلام سابقہ ادوار میں ملازمین کی تنخواہیں چاند کی دس تاریخ کو دیا کرتے تھے لہٰذا مسلمان گیارہویں شب کو بارگاہِ غوثیت میں صدقہ وخیرات کا نذرانہ پیش کر کے ڈھیروں ثواب حاصل کرتے تھے۔ اس یہ ختم گیارہویں شریف کے نام سے موسوم ہو گیا شیخ المحدثین فی الہند حضرت الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے ملفوظات عزیزی میں اور سند المحدثین الشیخ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی تصنیف اخبار الاخیار میں اور شہزادہ دارشکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں، حضرت شاہ ابوالعالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ قادریہ میں لکھا ہے کہ درگاہِ عالیہ بغداد شریف میں ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو ختم غوثیہ شریف برائے سیدنا حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ ہوتا ہے۔

سلف الصالحین کی اس وضاحت سے یہ معلوم ہوا کہ ختم گیارہویں شریف اہل اسلام کا معمول چلا آ رہا ہے دیو بند اور وہابیہ کا

یہ اعتراض اولیاء کرام کے ساتھ عداوت پرمبنی ہے۔ لفظ گیارویں شریف کے بعد مقصد گیارویں شریف بھی ذہن نشین رہے ایصالِ ثواب ہے اور وہ یہ کہ گیارہویں شریف ،قل خوانی ،ختم دسواں، چہلم ،محبوبانِ خدا کے اعراس مبارکہ یہ سب امورِ خیر صدقہ وخیرات کی صورتیں ہیں ان سب کا اصل مقصد ایصال ثواب (یعنی اہل اسلام کو نیکیوں کا ثواب پہنچانا ہے) صرف نام کی تبدیلی ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ نام کے بدلنے سے کام نہیں بدلتا اس کی مزید وضاحت کے لیے رسالہ ''بدعت ہی بدعت'' کا مطالعہ کریں۔

شریعت مطہرہ میں فوت شدگان اہل اسلام بلخصوص بزرگانِ دین اولیاء کاملین کے لیے ایصال ثواب کرنا انتہائی مسنون عمل ہے۔

دعاء مغفرت کا واضح ثبوت

قرآن وحدیث میں فوت شدہ اہل ایمان کے لیے دعاء مغفرت کی تاکید کی گئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِیۡنَ جَآءُ وۡمِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَ لِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ۔

(پارہ ۲۸، سورۃ الحشر، آیت ۱۰)

اور جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اس آیتِ مبارکہ میں اپنے اور اہل اسلام فوت شدگان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کی توصیف کی گئی ہے۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔

وَقَدۡنَقَلَ غَیۡرُوَاحِدِالۡاِجۡمَاعَ عَلیٰ اَنَّ الدُّعَاءَ یَنۡفَعُ المیت و دَلِیۡلُهٗ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ قَوۡلُهٗ تعالیٰ وَالَّذِیۡنَ جَآءُ وۡمِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَ لِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، باب ماینفع المیت فی قبرہ، الصفحۃ ۳۰۵، مکتبۃ دار المدنی القاهرۃ)

اور اس امر پر بہت سے علماء کرام نے اجماع امت نقل کیا ہے کہ بے شک دعاء میت کے لیے نافع ہے اس کی دلیل قرآن پاک کی آیت کریمہ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَ لِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ ہے۔

قبر میں میت کو دعا کا فائدہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْہُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَ مَافِیْھَا وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ.

(مشکلۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار و التوبۃ، الفصل الثالث، حدیث ۲۳۵۵، الجزء الثانی، الصفحۃ ۷۲۸، المکتب الاسلامی بیروت)

(الجامع لشعب الأیمان، الرابع والستون من شعب الایمان، فصل فی زیارۃ القبور، حدیث ۸۸۵۵، الجزء الحادی عشر، الصفحۃ ۴۷۲، مکتبۃ الرشد الریاض)

مردہ قبر میں ایک ڈوبنے والے غوطہ کھانے والے کی طرح ہوتا ہے۔ وہ انتظار کرتا ہے کہ باپ، ماں، بہن، بھائی یا دوست کی دعا کا جب اس کو کوئی دعا ملتی ہے تو اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعاؤں کو پہاڑ جیسا بلند فرما کر اس کو ثواب عطا فرماتا ہے اور زندوں کا ہدیہ مردوں کے لیے استغفار ہے یعنی وفات شدہ افراد کی مغفرت کے لیے دعا کرتے رہنا زندوں کا وفات شدہ افراد کے لیے ہدیہ و تحفہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ لَیَرْفَعُ الدَّرَجَۃَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِی الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنّٰی لِیْ ھٰذِہٖ فَیَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ

(مسند الامام احمد بن حنبل، مسند أبی ہریرۃ، حدیث ۱۰۸۹۰، الجزء الرابع، الصفحۃ ۸۶۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(مشکلۃ المصابیح، کتاب الدعوات، باب الاستغفار و التوبۃ، الفصل الثالث، حدیث ۲۳۵۴، الجزء الثانی، الصفحۃ ۷۲۷، المکتب الاسلامی بیروت)

''اللہ عزوجل اپنے نیک بندے کے درجہ کو جنت میں بلند فرماتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے کہ میرے پروردگار مجھے یہ درجہ کیسے ملا؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیرے لڑکے کی دعائے مغفرت کرنے سے۔

ان آیات واحادیث سے واضح ہوا کہ اہل اسلام کی دعا مسلمان فوت شدگان کے لیے مغفرت ورفع درجات کا باعث ہے مسلمان قبروں میں دعاؤں کے انتظار میں ہوتے ہیں اور دعاؤں کی برکت سے ان پر پہاڑوں کی مثل رحمتیں نازل ہوتی ہیں گناہ معاف ہوتے ہیں اور جنت میں ان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

ختم گیارہویں شریف اور دیگر ایصالِ ثواب کی محافل میں مسلمان فوت شدگان کے لئے دعائیں کی جاتی ہیں اور دعاؤں کی افادیت کتاب وسنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔

ایصالِ ثواب ایصالِ ثواب کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ مسلمان کا اپنی ہر قسم کی عبادت کا ثواب کسی مسلمان (میت یا زندہ) کو ہبہ کر دینا۔

ایصالِ ثواب سنت نبوی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مینڈھا ذبح کیا اور فرمایا

هٰذَا عَنِّی وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِی

(سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، باب فی الشاة یضحی بھا عن جماعة، حدیث ۲۸۱۰، الجزء الثالث الصفحة ۹۹، المکتبة العصریة صیدا بیروت)

یہ قربانی میری طرف سے ہے اور میری امت میں سے ہر اس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔

اس حدیثِ پاک سے ثابت ہوا کہ اپنے عمل کا ثواب دوسروں کو ہبہ کر دینا حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم فوت شدگان کیلئے دعائیں کرتے ہیں اور ان کی طرف سے صدقات وخیرات اور حج کرتے ہیں کیا یہ چیزیں انہیں پہنچتی ہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک یہ چیزیں ان کو پہنچتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم ایک دوسرے کے ہدیہ سے خوش ہوتے ہو۔

اس حدیث پاک سے ایصالِ ثواب کے جواز کے بارے میں فیصلہ نبوی کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوا کہ جن ارواح کو مسلمان ثواب پہنچاتے ہیں وہ ثواب پہنچانے والوں پر خوش ہو جاتی ہیں اور ظاہر ہے کہ ختم گیارہویں اور دیگر تمام ختموں میں نیکیوں کا ثواب حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور تمام اولیاء کرام بلکہ جملہ مسلمین اولادِ آدم علیہ السلام کی ارواح کو پہنچایا جاتا ہے تو حدیث پاک کی رو سے یہ ثابت ہوا کہ تمام روحیں ایصال الثواب کے لیے ختم دلانے والوں پر خوش ہو جاتی ہیں۔

☆ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ مَرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ إِحْدٰی عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهُ لِلْأَمْوَاتِ أُعْطِیَ مِنَ الْأ

اَجْرِ بِعَدَدَ الاَمْوَاتِ

(شرح الصدور بشرح حال الموتی و القبور، باب فی قراء ة القرآن للمیت أو علی القبر، الصفحة ۳۱۱، مکتبة دار المدنی القاھرة)

"جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب اموات کو بخش دے تو اسے مردوں کی تعداد کے برابر نیکیوں کا اجر و ثواب ملے گا" اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اہل اسلام فوت شدگان کا نیکیوں کے ذریعے بھلا کرنے کے سبب نامہ اعمال میں اتنا زیادہ اضافہ ہوتا ہے کہ اس کا اندازہ بہت مشکل ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مخلوقِ خدا کے ساتھ محبت و ہمدردی کی وجہ سے اموات کی تعداد کے برابر نیکیوں کا ثواب عطاء کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ رب العزت کے خزانوں میں اتنی وسعت ہے کہ عقلِ انسانی ان کے سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہوا کہ مسلمان اپنے ہر طرح کے اعمال صالحہ کا ثواب اہل اسلام مرحومین کو بخش سکتا ہے۔ یہ عمل سنت نبوی، سنت صحابہ، سنت سلف صالحین ہے۔

☆ حضرت امام ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ

اِتَّفَقَ اَھْلُ السُّنَّةِ اَنَّ الْاَمْوَاتَ یَنْتَفِعُوْنَ مِنْ سَعْیِ الْاَحْیَاءِ

(منح الروض الازھر فی شرح الفقه الاکبر، مسائل ملحقة بشرح الفقه الأکبر، الصفحة ۳۷۳، دار البشائر الاسلامیة بیروت)

اہلسنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فوت شدگان زندوں کے عمل سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

البتہ فرقہ معتزلہ میت کے لیے دعا اور ایصالِ ثواب کا انکار کرتا تھا دورِ حاضر میں وہابیہ، دیوبندیہ میت کے لیے دعا اور ایصال ثواب کا علی الاعلان انکار تو نہیں کرتے لیکن مختلف حیلے بہانے سے دعا و ایصال ثواب کی مروجہ صورتیں ختم گیارہویں شریف، قلخوانی، جمعراتیں، عرس مبارک وغیرہ کی مخالفت کرتے ہیں ان کے اعتراضات میں ایک کا تفصیلی جواب آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

ایصال ثواب کے لیے دن مقرر کرنا کیسا؟

اعتراض نمبر ۲﴾ ایصال ثواب کے لیے دن مقرر کرنا شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ عہد نبوی اور خلفاء راشدین وصحابہ کرام سے تاریخ مقرر کر کے ایصال ثواب کرنا ثابت نہیں فلہٰذا گیارہویں، تیجہ، چہلم، عرس وغیرہ بدعت ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ "کُل بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" ہر بدعت گمراہی ہے۔

جواب ﴿ اس اعتراض کاالزامی جواب یہ ہے کہ اگر گیارہویں وغیرہ کے لیے دن مقرر کرنا بدعت ہے تو تمام مساجد میں نماز باجماعت کے اوقات مقرر کرنا کہاں کا اسلام ہے یہ بھی تو بدعت ہیں کیونکہ عہد نبوی اور صحابہ کرام کے دور میں نہ گھڑیاں تھیں اور نہ ہی موجودہ مقررہ اوقات کی طرح ہر جماعت کا وقت مقرر تھا آج ہر مسجد میں گھڑیاں آویزاں ہیں ہر جماعت کے لیے گھنٹے منٹ مقرر ہیں جسے کوئی بھی بدعت یا دین میں اضافہ قرار نہیں دیتا۔اس طرح کی ہزاروں بدعتیں دین میں اپنائی گئی ہیں (تفصیل کے لیے رسالہ بدعت ہی بدعت کا مطالعہ کریں) کسی کوخیال نہیں آتا کہ ان بدعات کے خلاف اعلانِ جہاد کر کے ختم کرائے۔

دراصل بدعت بدعت کی گردان کرنے والوں کو صرف میلاد شریف، ختم گیارہویں شریف کی تاریخ مقرر کرنے پر بدعت یاد آتی ہے حالانکہ عبادات کی دو قسم ہیں (۱) وہ جن کے اوقات اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، قربانی وغیرہ

(۲) وہ جن کے اوقات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی مرضی پر چھوڑ دیئے ہیں جب چاہیں ادا کرلیں جیسے درود وسلام برسید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، تلاوت قرآن، تعلیم وتبلیغ اسلام، ایصال ثواب دعائے خیر وغیرہ اس طرح دوسری قسم کی عبادت کے لیے وقت کی کوئی قید نہیں اہل اسلام اپنی سہولت کے لیے وقت مقرر کر سکتے ہیں شرعی لحاظ سے کوئی حرج نہیں نہ کوئی گناہ بلکہ ثواب کا ذخیرہ جمع ہوتا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وعظ کے لیے جمعرات کا دن مقرر کیا ہوا تھا۔

(مشكاة المصابيح، كتاب العلم، الفصل الاول، حديث۲۰۷، الجزء الاول، الصفحة۲۷، المكتب الاسلامی بيروت)

حالانکہ شریعت میں وعظ کرنے کے لیے کوئی وقت کی قید نہیں دورِ حاضرہ میں تمام مسالک کے قائدین نے اپنے اجتماعات کے لیے وقت مقرر کیے ہوئے ہیں تمام مدارس کے سالانہ جلسہ ہائے دستارِ فضیلت کی تاریخیں مقرر ہیں کسی عالم دین نے ان امور کے لیے تاریخ مقرر کرنے کو دین میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

ازالہ وہم ﴿ حضور فیض ملت لکھتے ہیں کہ دین کے ہر نئے کام کو بدعت وگمراہی قرار دینا حماقت وجہالت ہے اس صورت میں اسلام کے بہت سارے امور بدعت وگمراہی کی زد میں آجائیں گے جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ ''بدعت ہی بدعت'' اور ''بدعاتِ قرآن'' ''بدعت محاریب'' وغیرہم میں لکھ دی ہے یہاں صرف چند نمونے عرض ہیں۔ مثلاً قرآن کے اعراب، تیس پاروں کی ترتیب، مساجد ومحراب اور میناران کی تزئین وآرائش، تعلیم وتبلیغ دین کے مختلف طریقے سارے کے

سارے بدعت وگمراہی کے زمرے میں آئیں گے کیونکہ یہ سب کے سب (بدعت) نئی چیزوں میں شامل ہیں۔

بدعت کے معنی ومفہوم

بدعت کے معنی ایجاد کے ہیں ایجاد اچھی بھی ہوسکتی ہے اور بری بھی جو ایجاد اصول اسلام کے مطابق ہو درست اور جائز ہے اسے بدعت حسنہ کہا جاتا ہے اس کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی ہے بلکہ ثواب کی نوید بھی ارشاد فرمائی ہے۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاسلامِ سُنَّۃً حَسنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھا

(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة ومن دعاالی ھدی او ضلالة، حدیث ٦٦٩٥، دار الفکر بیروت)

جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ رائج کرے اسے اس پر ثواب ملے گا اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کو بھی ثواب ملے گا۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام سے تاحال اہل حق بعض عبادات کے لیے نئے طریقے ایجاد کرتے رہے ہیں۔

ہاں جو ایجاد اصول اسلام کے حلاف ہو وہ ناجائز اور بدعت سیئہ (بری) ہے "کُل بِدْعَۃٍ ضَلالَۃ" کے متعلق امام نووی نے شرح مسلم میں ودیگر محققین نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں بدعت سے مراد بدعت سیئہ ہے لیکن وہابیہ دیگر بہت سارے امور کو تو بدعت جاننے کے باوجود ہضم کر جاتے ہیں مگر محبوبان خدا سے منسوب ہر چیز انہیں بدعت نظر آتی ہے اس لیے کہا جاتا ہے

ولکن وَھا بیۃَ قوم لا یَعْقِلُوْن

اعتراض ۳﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہ۔ (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۷۳)

اور تم پر صرف مردار خون (بہنے والا) خنزیر کا گوشت اور جس پر خدا کے غیر کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے۔

اس آیت کی رو سے ختم گیارویں ودیگر لوگوں کے نام کی نیاز کی چیزیں حرام ہیں کیونکہ ان پر اللہ کے سوا کا نام پکارا گیا ہے؟

جواب﴾ یہ گیارہویں شریف کے منکرین کے پاس اعتراض کرنے کا بڑا ہتھیار ہے جو اپنی تقریر وتحریر وغیرہ میں بیان کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دامِ فریب پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں اس آیت میں "وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہ" کا مندرجہ بالا معنی درست نہیں بلکہ یہ ترجمہ قرآن پاک میں تحریف معنوی ہے (معنی) میں ردّ و بدل ہے اس قسم کے تراجم انگریز کی سرپرستی میں اتحاد امت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے کرائے گئے ہندستان میں انگریز کا دور حکومت مسلمانوں کے لیے کتنا خطرناک تھا یہ تاریخ کی ورق گردانی کرنے والے خوب جانتے ہیں انگریز نے جہاں مسلمان کو شکست دینے کے لیے

مختلف حربے استعمال کیے وہاں اس نے نام نہاد علماء کو خریدا اور اختلافِ امت کے لیے قرآن پاک کے تراجم میں تحریف کرائی "صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان" جیسی رسوائے زمانہ کتابیں لکھوا کر تقسیم کرائیں۔ یہ ترجمہ (جس پر خدا کے غیر کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے) اس قدر خطرناک ہے کہ ان کی رو سے نہ صرف محبوبانِ خدا کے نیاز کی اشیاء حرام ہوتی ہیں بلکہ دنیا کی تمام حلال چیزیں اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں حرام قرار پاتی ہیں کیونکہ ہر چیز پر کسی نہ کسی طریقے سے غیر اللہ کا نام پکارا جاتا ہے مثلاً زید کا مکان، خالد کی بیوی، بکر کی گائے وغیرہ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

یہ تو الزامی جواب ہے اس کی شرعی ولغوی تحقیق پیش ہے آیت کریمہ میں لفظ "اُهِلَّ" "اَهْلَال" مصدر سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے اھلال کے لغوی معنی ہلال (چاند) دیکھ کر اونچی آواز سے چاند چاند کہنا چونکہ مشرکین اونچی آواز سے بتوں کے نام پر جانوروں کو ذبح کرتے تھے اس لیے اھلال کا اطلاق ذبح کے وقت اونچی آواز کرنے پر ہونے لگا"

شانِ نزول ﴾ اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ مشرکین بسم اللہ، اللہ اکبر کے بجائے لات عزیٰ اور ہبل (بتوں) وغیرہ کے نام پر جانورں کو ذبح کرتے تھے لہٰذا اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کے نام لینے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔

مفسرین کرام کیا فرماتے ہیں؟

(۱) چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ذبح لغير اسم الله عمدا.

(تنوير المقباس من تفسير ابن عباس، تفسیر ابن عباس، سورة البقرة، آیت ۱۷۳، الصفحة ۲۹، دار الكتب العلمية بيروت)

یعنی وہ جانور جو غیر اللہ کے نام پر جان بوجھ کر ذبح کیا جائے۔

(۲) حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے استاد حضرت ملاّ احمد جیون تفسیرات احمدیہ میں فرماتے ہیں۔

وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ الْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِاَنَّهٗ لم يُذْكَرْ اسْمُ غَيْرِ اللهِ وَقْتَ الذَّبْحِ. وَاِنْ كَانُوْا يَنْذُرُوْنَهَا لَهٗ. (التفسيرات الاحمدية، الصفحة ۳۶، مكتبة الشركة)

اور اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کو ثواب پہنچانے کے لیے نذر مانی ہوئی گائے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رواج ہے حلال وطیب ہے کیونکہ ذبح کے وقت اس پر غیر اللہ کا نام نہیں پکارا جاتا اگرچہ لوگ غیر اللہ کو ثواب پہنچانے کے لیے اس کی نذر مانتے ہیں۔"

تائیدازحدیث ﷺ اس موقف کی اس حدیث مبارکہ سے تائید ہوتی ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کون سا صدقہ (والدہ) کو ثواب پہنچانے کے لیے افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا پانی کا صدقہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ "هٰذَا لِاُمِّ سَعْد" یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

(مشكاة المصابيح، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الثانی، حدیث ۱۹۱۲، الجزء الاول، الصفحة ۵۹۷، المكتب الاسلامی بيروت)

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ جو چیز صدقہ اللہ تعالیٰ کے نام پر دیا جائے اور اس کا ثواب کسی ولی اللہ کی روح کو پہنچایا جائے تو مجازاً اس صدقہ پر محبوبانِ خدا کا نام لینا جائز ہے بلکہ سنت ہے اس حدیث پاک کی روشنی میں اولیاء کاملین کی نیاز کی چیزوں پر مجازاً ان کا نام لینے میں کوئی حرج نہیں مثلاً حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے نام کا بکرا حضرت داتا صاحب رضی اللہ عنہ کے نام کی دیگ وغیرہ مزید تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "پیر کا بکرا" اور رسالہ "وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی تفسیر" پڑھیں اس میں تمام بحثیں درج ہیں۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ وہابیہ ان موافق سنت الفاظ پر شرک وکفر کے فتوے جڑتے ہیں انہیں اس عقیدے سے توبہ کرنی چاہیے اس قسم کے الفاظ صحابہ کرام سے ثابت ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ پانی کے کنویں کی نسبت اپنی والدہ کے لیے کی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تردید نہیں فرمائی بلکہ تائید فرمائی۔

نیز وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا صحیح ترجمہ وہ جو جمہور مفسرین کرام نے فرمایا وہ یہ ہے

"اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لیکر ذبح کیا گیا"

گیارویں شریف اور ایصال ثواب کے ثبوت کے لیے فقیر کی تصانیف مثلاً برکات گیارہویں شریف، قلخوانی کا ثبوت، میت کی جمعراتیں، میت کو بخشوانے کے اعمال کا ضرور مطالعہ کریں۔ (سعادت ترتیب "محمد فیاض احمد اویسی رضوی")

حضور فیضِ ملت کے مزار شریف پر بارہ روزہ محافلِ میلاد شریف

☆ ربیع الاول شریف کا چاند خوشیوں کا پیغام لیکر طلوع ہوتے ہی حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کے مزار شریف پر روزانہ بعد نماز عشاء محفل میلاد شریف کا انعقاد ہو رہا ہے جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے طلباء تلاوت ونعت شریف، ذکر واذکار اور درود وسلام کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور لنگر نبوی شریف تقسیم کیا جاتا ہے۔

بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری اور حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضری دیتے اور عرض کرتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ

اے اللہ کے (پیارے) رسول !آپ پر سلامتی ہو، اے ابوبکر !آپ پر سلامتی ہو، اے اباجان !آپ پر سلامتی ہو۔

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الجنائز، باب السلام علی قبر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم، حدیث ۶۷۲۴، الجزء الثالث، الصفحۃ ۵۷۶، المکتب الاسلامی بیروت)

(مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الجنائز، باب من کان یأتی قبر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم فیسلم، حدیث ۱۱۹۰۴، الجزء الرابع، الصفحۃ ۵۵۹، مکتبۃ الرشد الریاض)

(السنن الکبری للبیھقی ، کتاب الحج، باب زیارۃ قبر النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم، الجزء الخامس، الصفحۃ ۲۴۵، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ بحیدر آباد الدکن الھند)

قاضی عیاض نے الشفاء میں جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے کہ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سو (100) سے زائد مرتبہ قبرِ انور پر حاضری دیتے ہوئے دیکھا

(الشفابتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الرابع فی حکم الصلاۃ علیہ والتسلیم وفرض ذلک وفضیلتہ، فصل فی حکم زیارۃ قبرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم وفضیلۃ من زارہ وسلم علیہ وکیف یسلم ویدعو، الجزء الثانی، الصفحۃ ۵۵، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

اور مقریزی نے بھی اِمتاع الاسماع میں یہی نقل کیا ہے۔

(امتاع الاسماع، ذکر ماجاء فی زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما ظھرمن قبرہ، مماھو من أعلام نبوتہ الخ، الجزء الرابع عشر، الصفحۃ ۶۱۳، دارالکتب العلمیۃ)

ابن الحاج مالکی نے المدخل میں اِس کی تائید کی ہے۔

(المدخل لا بن الحاج، فصل وأما فی زیارۃ سید الاولین والآخرین صلوات اللہ علیہ وسلامہ، الجزء الاول، الصفحۃ ۲۶۱، مکتبۃ دارالتراث القاھرۃ)

علاوہ ازیں ابنِ حجر مکی نے الجوہر المنظم (صفحہ 28) اور زرقانی نے شرح المواہب اللدنیۃ (198:12) میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب سفر سے واپس لوٹتے تو مسجدِ (نبوی) میں داخل ہوتے اور یوں سلام عرض کرتے

السّلام علیک یا رسول اللہ !السّلام علی أبی بکر !السّلام علی أبی.

اے اللہ کے (پیارے) رسول ! آپ پر سلام ہو، ابوبکر پر سلام ہو (اور) میرے والد پر بھی سلام ہو۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دو رکعت نماز ادا فرماتے۔

(فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم، الصفحۃ ۹۱ و ۹۰، حدیث ۹۸ و ۹۷، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ابن حجر عسقلانی نے المطالب العالیۃ میں عمر بن محمد کی اپنے والد سے نقل کردہ روایت بیان کی ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں۔

(المطالب العالیۃ، باب زیارۃ قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم، الجزء ۷، الصفحۃ ۱۵۲، دار العاصمۃ دار الغیث السعودیۃ)

میلاد شریف کے متعلق موبائل اور انٹرنیٹ پر شر انگیز سوالات کے جوابات

میلاد شریف کے مبارک موقعہ پر عوام کے ذہن کو خراب کرنے کے لیے سوشل میڈیا، موبائلز پر بھیجے جانے والے بے تکے سوالات کے محقق و مدلل جوابات ''حضرت پروفیسر ولی محمد قادری صاحب بہاولپور کے قلم سے'' ہو سکے تو ان صفحات کی فوٹو کاپی کرا کے احباب میں تقسیم کریں۔

دراصل یہ سوالات ''مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ'' کے قبیل سے ہیں۔ ان کے ذریعہ گمنام شریروں نے اہلِ ایمان کے دِلوں میں وسوسے ڈالتے ہوئے ان کی "محبت" میں نقب زنی کی ناکام کوشش کی ہے۔ حالانکہ اہلِ علم جانتے ہیں کہ شریعت کا زریں اصول ہے کہ ''لِکُلِّ شَیْءٍ اِبَاحَۃٌ'' یعنی ہر چیز اور ہر قول و فعل میں اباحت و اجازت ہے، بشرطیکہ نصِ قطعی سے ممانعت و حرمت ثابت ہو جائے۔

جشنِ میلاد کا لغوی معنی پیدائش کی خوشی منانا ہے اور شرعی اصطلاح میں جشنِ میلاد سے مراد ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت، ولادت، بعثت اور اسکے تقاضوں، معجزات، اوصاف و کمالات اور شانِ رسالت کو بیان کرنا ہے اور اس نعمتِ کبریٰ کا خوب چرچا کرتے ہوئے صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کا نام جشنِ میلاد ہے۔

مصطفےٰ جانِ عالم پہ لاکھوں سلام　　شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo (احزاب 56)

دیکھئے اہلِ ایمان کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور صلوٰۃ و سلام کے گلدستے کثرت سے پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّاo (مریم 15)

اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن مردہ اٹھایا جائے گا۔

وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّاo (مریم 33)

اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ انبیا عَلَیْهِمُ السَّلَامُ کے یومِ ولادت پر سلامتی کی بارش برستی ہے تو پھر سید الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یومِ ولادت پر تو یقیناً سلامتی کی موسلا دھار بارش برستی ہے اسی لیے اہلِ ایمان کو کثرت سے صلوٰۃ

وسلام پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

جن کے آنے سے روشن زمانہ ہوا　　　اُن کے یومِ ولادت پہ لاکھوں سلام

(4) قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ o (یونس۔58)

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

(5) وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ o (الضحیٰ 11)

(6) وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ o (ابراہیم 5)

اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا۔

ان تینوں آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل، رحمت اور نعمت کا خوب چرچا کر کے خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تو تمام انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَام یقیناً اہلِ زمین کے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل، رحمت اور نعمت ہوتے ہیں اور ان کی تشریف آوری کا دن یقیناً اَیامِ اللہ میں شامل ہے اور اَیَّام اللہ کو منانے اور یاد دلانے کا حکم دیا گیا ہے تو پھر سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یومِ ولادت تو ایام اللہ کا سردار ہے اور آپکو اللہ تعالیٰ نے نعمت کبریٰ اور رحمۃ للعٰلمین بنا کر اپنی ساری مخلوق کی طرف بھیجا ہے اسی لئے آپ کی ولادت پر مکہ مکرمہ میں سیدہ آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا کے گھر خوشی منائی گئی آسمان سے تاروں نے جھک جھک کر نور برسایا۔ حضرت جبریل عَلَيْهِ السَّلَام عالم بالا سے فرشتوں کا جلوس لے کر آئے اور سلامی پیش کی اور بیت اللہ کی چھت پر اور مشرق و مغرب میں تین جھنڈے لہرائے گئے جسکا ذکر پاکستان کے قومی شاعر حفیظ جالندھری نے شاہنامہ اسلام میں یوں کیا ہے۔

فرشتوں کی سلامی دینے والی فوج گاتی تھی　　　جنابِ آمنہ سنتی تھی تو یہ آواز آتی تھی

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی

سوال نمبر 1: جشنِ میلاد کی شرعی حیثیت کیا ہے (فرض، واجب، مستحب) وغیرہ؟

جواب: جشنِ میلاد کا لغوی معنی ہے پیدائش و ولادت پر خوشی کا اظہار کرنا اور قرآن و حدیث کی زبان میں جشنِ میلاد سے مراد ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت، ولادت، بعثت، معجزات، اوصاف و کمالات اور شانِ رسالت کو بیان کرنا اور دنیا میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مطلقاً دلی خوشی کا اظہار کرنا اہلِ ایمان پر واجب و فرض ہے جیسا کہ وہابی مذہب کے سرپرست اعلیٰ نواب صدیق الحسن خان بھوپالی نے لکھا ہے کہ ''جسکو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں''

(شمامة العنبرية) باقی رہا باقاعدہ محفل میلاد سجانا اور جشنِ میلاد کے جلوس میں شامل ہونا ہر مسلمان پر حسب توفیق اور حسبِ استطاعت یقیناً سنت و مستحب ہے۔ معذور اہلِ ایمان پر کوئی فتویٰ نہیں ہے البتہ جشنِ میلاد منانے والوں کو برا کہنے والوں پر نواب صاحب نے فتویٰ لگا دیا ہے۔

سوال نمبر 2 ﴾ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت میں مؤرخین کے درمیان اختلاف کیوں ہے؟

جواب ﴾ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت صرف اور صرف بارہ ربیع الاوّل بروز پیر ہی ہے۔ دیکھئے بنیادی کتب حدیث و سیرت میں مثلاً محدث ابن ابی شیبہ، محدث امام ابن جوزی، امام ابن جریر طبری، سیرت ابن اسحاق، سیرت ابن ہشام، ابن خلدون اور الکامل ابن اثیر وغیرہ میں صرف بارہ ربیع الاوّل ہی تاریخِ ولادت درج ہے کسی دوسری تاریخ کا ذکر تک نہیں کیا گیا البتہ اس نام نہاد اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بعد میں آنے والے بعض مؤرخین کی عرب قبائل سے جمع کردہ روایات کے مطابق بظاہر اختلاف نظر آتا ہے لیکن یہ اختلاف حقیقی نہیں ہے کیونکہ فتح مکہ تک عرب قبائل کے سردار اپنی ذاتی اغراض و مقاصد کے تحت مہینوں، تاریخوں اور دنوں کو آگے پیچھے کر دیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ اور پندرہ مہینے بنا دیتے تھے۔ اس وجہ سے عرب قبائل میں تاریخ ولادت کو بیان کرنے میں بظاہر اختلاف پیدا ہوا۔ تاریخ گواہ ہے کہ پہلے دن سے ہی حرمین شریفین اور پورے عالمِ اسلام میں بارہ ربیع الاوّل کو ہی انفرادی و اجتماعی طور پر جشنِ میلاد منایا جاتا رہا ہے۔ موجودہ نجدی وہابی سعودی حکومت کے آنے پر حرمین میں جشنِ میلاد پر پابندی لگائی گئی ہے اسکے باوجود اہلِ محبت اپنے گھروں میں اب بھی جشنِ میلاد کی خوشی مناتے ہیں۔

سوال نمبر 3 ﴾ سب سے پہلے میلاد کا جلوس کس سن میں ہوا اور کس نے اسکی قیادت کی؟

جواب ﴾ جشنِ میلاد عالم بالا میں بھی منایا گیا اور یومِ ولادت سیدنا جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے فرشتوں کے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے سیدہ آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے گھر حاضر ہو کر سلامی پیش کی اور جھنڈے لہرائے۔ پھر خاندان بنو ہاشم کی مسلمان جماعت (اُمَّةً مُّسْلِمَةً بقرہ 128) نے خوشی منائی اور حضرت عبدالمطلب نے بیت اللہ تک جلوس کی قیادت کی۔ اسی جشنِ میلاد کے موقعہ پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابولہب نے میلاد کی خوشی میں اپنی خادمہ جناب ثویبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو آزاد کیا جسکے صلہ میں ابولہب کو دوزخ میں بھی رعایت دی جا رہی ہے (بخاری شریف) نیز اپنے یومِ میلاد کو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی منایا چنانچہ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور شمارہ 27 مارچ 1981ء میں لکھا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا یومِ میلاد اور یومِ بعثت شکریے کا روزہ رکھ کر منایا۔ پوچھنے پر فرمایا یہ پیر کا دن میری ولادت اور پہلی وحی کے نزول کا دن ہے۔ نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی

موجودگی میں مسجد نبوی میں میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محفل سجائی جاتی تھی اور حضرت حسان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نعت پڑھا کرتے تھے نیز جنگ تبوک سے واپسی پر تیس ہزار لشکرِ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم نے مدینہ کے باہر جشنِ میلاد منایا اور حضرت عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا قصیدہ میلادیہ اونٹ پر کھڑے ہو کر سنایا۔ پھر پورے عالمِ اسلام میں پہلے دن سے ہی انفرادی واجتماعی جشنِ میلاد کا سلسلہ شروع ہوا مختلف ادوار میں مختلف بادشاہوں نے بھی جشنِ میلاد کی محافل وجلوس کا اہتمام کیا اور انکے زمانے کے جلیل القدر علماء کرام نے قیادت فرمائی اور آج تک کر رہے ہیں۔ حرمین شریفین میں آپکی جائے ولادت میں جشنِ میلاد میں عالمِ اسلام کے علماء کرام شمولیت کیا کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے خود بھی اپنی شمولیت کا ذکر کیا ہے۔ (فیوض الحرمین)

سوال نمبر 4﴿ کسی دن کو عید کا دن متعین کرنے کا اختیار کس کو ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء عَلَیْھِمُ السَّلَامَ کے یوم ولادت کو ایام اللہ قرار دے کر یوم عید بنایا ہے اور انبیاء عَلَیْھِمُ السَّلَامَ کے طفیل اہلِ دنیا پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فضل، رحمت اور نعمت کے ایام کو بھی یومِ عید قرار دینے اور خوشی منانے اور خوب چرچا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے جس دن کسی پر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت نازل ہو اس دن کو وہ یومِ عید قرار دے سکتا ہے۔ چنانچہ علماء لغت نے لفظ عید کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔

الف) یُسْتَعْمَلُ الْعِیْدُ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ فِیْہِ مَسَرَّۃٌ : یعنی عید کا لفظ ہر اس دن کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی حاصل ہو اور دلیل کے طور پر (المائدہ 114) کو پیش کیا ہے۔

ب) عید وہ دن ہے جس میں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے عید کو اس لیے بھی عید کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔ (المنجد مترجم علماء دیو بند)

ج) حافظ عبدالقادر روپڑی وہابی کی سرپرستی میں نکلنے والے ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث کے شمارہ 17 مئی 1963ء میں مؤمن کی پانچ عیدوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 5﴿ وہ کونسی حدیث کی کتاب ہے جس میں کسی محدث نے باب عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قائم کیا ہے؟

جواب﴿ (i) امام محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی 261ھ نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں باب میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قائم کیا ہے۔

(ii) جلیل القدر محدث امام اوزاعی متوفی 156ھ نے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان پر ایک مستقل کتاب

لکھی ہے جو بیروت سے چھپ چکی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی دوسری صدی ہجری میں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محفلیں سجائی جاتی تھیں۔

(iii) البلبل الصادی بمولد الھادی از سرتاج الاولیاء الشیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

میلاد النبی پر لکھی گئی یہ کتاب کنگ سعود یونیورسٹی ریاض کی لائبریری میں سیریل نمبر 5675 پر موجود ہے۔

سوال نمبر 6﴾ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک 12 ربیع الاوّل ہے۔ کیا یومِ وصال کو مدینہ میں خوشی منائی گئی؟

جواب﴾ یاد رہے کہ بارہ ربیع الاوّل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کا دن ہرگز نہیں ہے بلکہ وصال مبارک کا دن صرف دو ربیع الاوّل گیارہ ہجری بروز پیر ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر صحابہ کرام نے صفِ ماتم ہرگز نہیں بچھایا بلکہ شریعت کے حکم کے تحت صبر وسکون کا مظاہرہ کرتے ہوئے تین دن تک جماعت در جماعت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر نذرانہ صلوٰۃ وسلام پیش کرتے رہے۔ نیز ابتدائی حدیث وسیرت کی کتابوں میں تاریخِ وصال دو ربیع الاوّل بروز پیر ہی درج ہے چنانچہ جلیل القدر محدث امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری میں تفصیلاً لکھا ہے کہ بعض مورخین کی کتب میں 12 ربیع الاوّل غلط درج ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سیرت کی عربی کتاب سے کسی نقل کرنے والے نے ثَانِی شَھْرُ رَبِیْعِ الْاَوَّل کے لفظ کو غلطی سے ثَانِی عَشَرَ رَبِیْعِ الْاَوَّل لکھ دیا یعنی 2 ربیع الاوّل کی بجائے غلطی سے 12 ربیع الاول لکھ دیا اور پھر بعد میں آنے والے مؤرخین اسی کو نقل کرتے رہے۔ حالانکہ یہ بات یقینی ہے کہ آپ کا وصال مبارک بروز پیر ماہ ربیع الاوّل میں ہوا اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ نے حج مبارک ذوالحجہ 10 ہجری کی 9 تاریخ بروز جمعۃ المبارک کو ادا فرمایا اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ ماہ صفر گیارہ ہجری کے آخری دنوں میں شدید علیل ہوئے اور وصال مبارک سے تین یا پانچ دن پہلے مسجد میں صبح کی نماز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھ کر پڑھائی اور صدیق اکبر نے مکبّر کے فرائض انجام دیئے۔ (بخاری شریف)

چنانچہ ان یقینی باتوں کو بنیاد بنا کر کیلنڈر بنانے سے بالکل صاف واضح ہو جاتا ہے کہ وصال مبارک 2 ربیع الاوّل 11 ہجری بروز پیر کو ہی بنتا ہے اور بارہ ربیع الاوّل کو پیر کا دن کسی صورت بھی نہیں بنتا۔

کیلنڈر

9 ذوالحجہ 10 ہجری بروز جمعۃ المبارک کے حساب سے تین مہینوں کو 29 دن کا مان کر حساب لگایا تو حدیث کے عین

مطابق وصال شریف 2 ربیع الاوّل 11 ہجری بروز پیر ثابت ہوا۔ نیچے کیلنڈر کو بغور دیکھیں 12 ربیع الاوّل 11 ہجری کو پیر کا دن کیلنڈر کی چاروں صورتوں میں نہیں بنتا۔

☆اگر ذوالحجہ 10 ہجری اور محرم اور صفر 11 ہجری تینوں مہینے 29 دن کے ہوں تو 2 ربیع الاوّل 11 ہجری کو پیر کا دن ہے اور 12 ربیع الاوّل 11 ہجری کو جمعرات کا دن بنتا ہے۔ (کیلنڈر آخری صفحات پر ملاحظہ کریں)

سوال نمبر 7﴾ وہ کون سے صحابی ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ جشن میلاد پر مال خرچ کیا؟

جواب﴾ جشنِ میلاد کے ایک اہم شعبے بعثت اور اسکے تقاضوں اور ناموس رسالت کی عظمت و بزرگی کے لئے خوشی خوشی صحابہ کرام کا اپنی جان، مال، اولاد کی قربانی سے دریغ نہ کرنا بھی جشنِ میلاد کا ایک اہم تقاضا ہے۔ جس کے لئے سیدنا ابوبکر صدیق نے اپنا سارا مال، سیدنا عمر فاروق نے آدھا مال اور سیدنا عثمان غنی نے کروڑوں روپے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر نثار کردیئے تھے۔ مدینہ شریف میں آمد کے موقع پر انصارِ مدینہ نے جشنِ بعثت کے تقاضوں کو پورا کرنے لیے فقید المثال جلوس کا اہتمام کیا۔ آمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں مدینہ کی گلیوں میں یا محمد، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نعروں سے یہود مدینہ پر لرزہ طاری ہوگیا تھا۔ اس جشنِ میلاد و بعثتِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کیا خرچ ہوا یہ انصارِ مدینہ سے پوچھیں۔

دراصل اس سوال میں ایک شیطانی وسوسہ کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ گمنام شریر پمفلٹ چھاپنے والا کسی ایک صحابی کا نام پیش کرے جس نے جشن میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تقاضوں کیلئے کسی قسم کی جانی ومالی قربانی پیش کرنے کو برا جانا ہو۔

سوال نمبر 8﴾ پاکستان میں عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چھٹی کب ہوئی اس سے قبل کیلنڈر میں وصال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رخصت ہوتی تھی؟

جواب﴾ پاکستان بننے سے پہلے یہاں انگریزوں کی حکومت تھی۔ جاہل مشیروں کے مشورے سے وصال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رخصت لکھ دی گئی تھی۔ پاکستان بننے کے بعد جلد ہی علماء کرام اور اہلِ محبت کے مشورے سے اس کو عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چھٹی قرار دے دیا گیا۔ جسکا گمنام شریر کو غم ہے حالانکہ پاکستان میں شروع دن سے ہی جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بڑی دھوم دھام سے منایا جارہا ہے اور اس تقریب سعید کی خوشی میں حکومت کے ساتھ پوری قوم شامل ہوتی ہے۔ چنانچہ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور اپنے شمارہ 28 مارچ 1981ء میں لکھتا ہے کہ ملک میں حقیقی اسلامی تقریبات کی طرح یہ (عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بھی ایک اسلامی تقریب ہی شمار ہوتی

ہے اور ہر برس 12 ربیع الاوّل کو اس تقریب کے اجلال واحترام میں سرکاری طور پر ملک بھر میں عام تعطیل ہوتی ہے۔

سوال نمبر 9﴾ کیا برصغیر کے جید علماء کرام نے بھی تاریخ ولادت 12 ربیع الاول بروز پیر بیان کی ہے؟

جواب﴾ جی ہاں برصغیر پاک وہند کے کثیر علماء کرام نے تاریخ ولادت 12 ربیع الاول بروز پیر کو ہی بیان کیا ہے ان میں سے چند نام درج ذیل ہیں۔

(1) شاہ عبدالحق محدث دہلوی (2) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (3) علم ہیئت وتقویم کے ماہر علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی (4) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی (5) مولانا شبلی نعمانی کے مشہور شاگرد سید سلیمان ندوی (6) مولانا صدیق الحسن بھوپالی وہابی (7) مولانا اشرف علی تھانوی (8) سید ابوالاعلیٰ مودودی (9) مولانا احتشام الحق تھانوی (10) مولانا قاری احمد دیوبندی وغیرہ

سوال نمبر 10﴾ برصغیر کے بعض مشہور مؤرخین نے تاریخ ولادت 9 ربیع الاول کیوں بیان کی ہے؟

جواب﴾ برصغیر پاک وہند میں سب سے پہلے شبلی نعمانی نے دست غیب سے اشارہ پاکر ایک نجومی ریاضی دان محمود پاشا فلکی کے رسالہ "تقویم" کے ایک تقویمی ڈھکوسلے کو بنیاد بنا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت 9 ربیع الاول اپنی کتاب میں نقل کردی۔ کاش شبلی نعمانی ان تقویمی ڈھکوسلوں کی ساری تحقیق لکھ دیتا کہ ان ڈھکوسلوں کے مطابق

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت پیر کا دن نہیں بلکہ کوئی اور دن ہے۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع 9 ذوالحج 10 ہجری بروز جمعہ ادا نہیں فرمایا بلکہ بروز اتوار ادا فرمایا تھا۔

تو ان تقویمی ڈھکوسلوں کی حقیقت کھل جاتی مگر شبلی نعمانی نے ایسا نہیں کیا بلکہ صرف تاریخ ولادت 9 ربیع الاول لکھنا ہی کافی سمجھا اس کے بعد بعض اہل علم نے مولانا صاحب پر اعتماد کرتے ہوئے تاریخ ولادت 9 ربیع الاول اپنی کتب میں درج کر دی پھر بذریعہ نقل محقق بننے والے آنکھیں بند کر کے مکھی پر مکھی مارنے لگے اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور صحابہ کرام و محدثین اور اسلاف مؤرخین کو جھٹلایا جارہا ہے یہی وجہ ہے کہ علماء کرام نے تقویمی ڈھکوسلوں کو رد کر کے محمود پاشا فلکی کی تحقیق کو جہالت کا پلندہ قرار دیا ہے۔

(سیرت خاتم الانبیاء، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ پیدائش، تقویم تاریخی از مولانا عبدالقدوس ہاشمی، ضیاء النبی جلد دوم از حضرت پیر علامہ محمد کرم شاہ الازہری)

سوال نمبر 11﴾ اگر آپ کے پاس ان سوالات کے جوابات نہیں ہیں تو پھر وغیرہ وغیرہ؟؟؟

جواب﴾ الحمدللہ علماء اہلسنت ہر سوال کا جواب دینے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ کسی بھی اہلسنت عالم کے پاس حاضر ہو کر

آزمانا شرط ہے۔ (انشاء اللہ تسلی ہو جائے گی) نیز ان سوالات سے گمنام شریر کی کوتاہ نظری اور بے بصیرتی ظاہر ہوتی ہے اور وہ یہ بتائے کہ

(۱) قرآن کریم کی موجودہ تحریری تدوین (۲) مساجد کے مینار (۳) تفاسیر وحدیث کی تمام کتب (۴) دینی مدارس میں پڑھائے جانے والے تمام مضامین (۵) علم کی تکمیل پر علماء کرام کو دی جانے والی اسناد اور دستار فضیلت بندھوانا وغیرہ۔

کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُم کے ظاہری زمانہ میں مذکورہ بالا اعمال کا رواج تھا۔ اگر نہیں تھا تو پھر ساون کے اندھے نہ بنو، آنکھیں کھولو اور شریعت کے زریں اصول کو یاد رکھو کہ لِکُلِّ شَیْءٍ اِبَاحَۃٌ یعنی ہر چیز اور ہر قول وفعل میں اباحت واجازت موجود ہے بشرطیکہ نصِ قطعی سے اس میں ممانعت وحرمت ثابت ہو جائے۔

نیز یہ احادیث مبارکہ بھی یاد رکھیں کہ

مَا رَاٰہُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة رضی اللّٰه عنهم، باب أبوبکر بن أبی قحافة رضی اللّٰه عنهما ، حدیث ۴۴۶۵، الجزء الثالث، الصفحة ۸۴، دار الکتب العلمیة بیروت)

جسے اہل ایمان اچھا جانیں وہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا .... الخ

(مشکلة المصابیح، کتاب العلم، الفصل الاول، حدیث ۲۱۰، الجزء الاول، الصفحة ۷۳، المکتب الاسلامی بیروت)

جس نے اسلام میں سنت حسنہ (نیا اچھا طریقہ) جاری کیا تو اسے اجر ملے گا۔

ان سوالات کے مختصر جوابات کے بعد اگر تفصیل جاننا چاہو تو درج ذیل کتب کا مطالعہ کرنا مفید رہے گا۔

(1) حسن المقصد فی عمل المولد از امام جلال الدین سیوطی (2) جانِ جانان از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی (3) اَلْمَوْلِدُ الرَّوِیُّ فِی الْمَوْلِدُ النَّبَوِی از جلیل القدر محدث امام کعبہ امام ملاّ علی قاری (4) سیرت رسول عربی از پروفیسر محمد نور بخش توکلی (5) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی (6) فیوض الحرمین، درِّ ثمین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (7) شمامة عنبریه فی مولد خیر البریة از نواب صدیق الحسن خان بھوپالی (8) کیا ہم محفل منعقد کریں؟ از علامہ عبدالحکیم شرف قادری (9) سیرت خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم از مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی

کیلنڈر 9 ذوالحجہ 10 ہجری بروز جمعۃ المبارک کے حساب سے تین مہینوں کو 29 دن کا مان کر حساب لگایا تو حدیث کے عین مطابق وصال شریف 2 ربیع الاوّل 11 ہجری بروز پیر ثابت ہوا۔ نیچے کیلنڈر کو بغور دیکھیں 12 ربیع الاوّل 11 ہجری کو پیر کا دن کیلنڈر کی چاروں صورتوں میں نہیں بنتا۔

1)۔ اگر ذوالحجہ 10 ہجری اور محرم اور صفر 11 ہجری تینوں مہینے 29 دن کے ہوں تو 2 ربیع الاوّل 11 ہجری کو پیر کا دن ہے اور 12 ربیع الاوّل 11 ہجری کو جمعرات کا دن بنتا ہے۔

ربیع الاول							صفر							محرم							ذوالحجہ						
ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار
7	6	5	4	3	2	1	1	--	--	--	--	--	--	2	1	--	--	--	--	--	3	2	1	--	--	--	--
14	13	12	11	10	9	8	8	7	6	5	4	3	2	9	8	7	6	5	4	3	10	9	8	7	6	5	4
--	--	--	--	--	--	-	15	14	13	12	11	10	9	16	15	14	13	12	11	10	17	16	15	14	13	12	11
--	--	--	--	--	--	--	22	21	20	19	18	17	16	23	22	21	20	19	18	17	24	23	22	21	20	19	18
--	--	--	--	--	--	--	29	28	27	26	25	24	23	--	29	28	27	26	25	24	--	--	29	28	27	26	25

2)۔ اگر ذوالحجہ 10 ہجری اور محرم اور صفر 11 ہجری کے تینوں مہینے 30 دن کے ہوں تو 12 ربیع الاوّل کو اتوار کا دن بنتا ہے۔

ربیع الاول							صفر							محرم							ذوالحجہ						
ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ	جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار
4	3	2	1	--	--	--	6	5	4	3	2	1	--	1	--	--	--	--	--	--	3	2	1	--	--	--	--
11	10	9	8	7	6	5	13	12	11	10	9	8	7	8	7	6	5	4	3	2	10	9	8	7	6	5	4
18	17	16	15	14	13	12	20	19	18	17	16	15	14	15	14	13	12	11	10	9	17	16	15	14	13	12	11
--	--	--	--	--	--	-	27	26	25	24	23	22	21	22	21	20	19	18	17	16	24	23	22	21	20	19	18
--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	30	29	28	29	28	27	26	25	24	23	--	30	29	28	27	26	25
--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	30	--	--	--	--	--	--	--

3)۔ اگر ذوالحجہ 10 ہجری 29 دن کا اور محرم و صفر 11 ہجری دونوں مہینے 30 دن کے ہوں تو 12 ربیع الاوّل 11 ہجری کو ہفتہ کا دن بنتا ہے۔

6	5	4	3	2	1	--	7	6	5	4	3	2	1	1	--	--	--	--	--	--	3	2	1	--	--	--	--
13	12	11	10	9	8	7	14	13	12	11	10	9	8	8	7	6	5	4	3	2	10	9	8	7	6	5	4
20	19	18	17	16	15	14	21	20	19	18	17	16	15	15	14	13	12	11	10	9	17	16	15	14	13	12	11
--	--	--	--	--	--	-	28	27	26	25	24	23	22	22	21	20	19	18	17	16	24	23	22	21	20	19	18
--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	--	29	29	28	27	26	25	24	23	--	30	29	28	27	26	25